"کسی کو دیکھ کے ساقی کے ایسے ہوش اُڑے   کہ شراب سیخ پہ ڈالی۔ کباب شیشے میں"

پیپلز پارٹی ملک میں خاندانی حکومت قائم کرنا چاہتی ہے (قاضی حسین احمد)

"خاندانی لوگوں کا یہی شیوہ رہا ہے۔"

قوم نے اپنی منزل شناخت اور راہوں کا تعین کر لیا ہے۔ فوج سمیت رستہ روکنے والی ہر قوت پاش پاش ہو جائیگی۔ (جنرل بیگ)

"ایک دنیا جانتی ہے اک جہاں ہے آشنا۔ اپنے منہ سے میں وفا کی داستاں کیوں کر کہوں۔"

اسلامی اتحاد اوچھے ہتھکنڈوں پر اُتر آیا ہے۔ (فخر زماں)

"لو وہ بھی کہہ رہے ہیں یہ بے ننگ و نام ہے۔"

پیپلز پارٹی کو غلام اسحٰق پسند نہیں تھے تو وہ نصر اللہ کو ووٹ دے دیتی۔ (شیخ رشید)

"مجھے تو ہے منظور۔ مجنوں کو لیلیٰ   پسند اپنی اپنی۔ خیال اپنا اپنا۔"

میری غیر ملکی معشوقہ جوانی میں زہر کھا کر اپنی محبت پر قربان ہو گئی۔ (جی ایم سید)

"المدد! پا بوسٔ جاناں سر میرا کھجلائے ہے!"

پیپلز پارٹی کھر کو پنجاب کا گورنر بنا رہی ہے (ایک خبر)

"میر کیا خوب سادہ ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب۔ اُسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں۔"

اوپر صدر اسحٰق ہیں کبھی دستخط کرتے ہیں کبھی نہیں..... ابھی ضیاء کی باقیات موجود ہیں (نصرت بھٹو)

اسیرانِ جمہوریت صدر کی وجہ سے رہا نہیں ہو سکے (فخر زمان)

"تراشے سینکڑوں اصنام عہدِ حاضر کے آذر نے   خلیلِ وقت تیری بُت شکنی دیکھی نہیں جاتی۔"

امریکہ میں گوری سے عشق —— کرنے پر کالے کی پٹائی۔ (ایک خبر)

"غلط فہمی کا فیشن سے ازالہ ہو نہیں سکتا۔ کوئی گورا کسی کالے کا سالا ہو نہیں سکتا۔"

ضیاء کی برسی پر لوٹ کھسوٹ کا پیسہ خرچ ہوا۔ سرفروشوں کا اجتماع لاڑکانہ میں ہو گا۔

(موچی دروازہ میں کھیتران۔ پرویز علی شاہ شیخ رفیق اور سلمان تاثیر کا خطاب)

"ہجومِ عاشقاں دیکھا جو دروازے پہ وہ بولے۔ ہمیں یہ ٹیم آل انڈیا معلوم ہوتی ہے۔"

ظفر اقبال فاروقی
لاہور

بیادِ امیرِ شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

"جناح ہال لاہور میں ایک عظیم اجتماع"

"ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری، مجیب الرحمان شامی، جانباز مرزا، مولانا سعید الرحمان علوی، مولانا عبدالقادر آزاد، عطاء الحق قاسمی اور دیگر مقررین کا خراجِ تحسین"

مجلس احرارِ اسلام لاہور کے زیرِ اہتمام ۲۱ اگست کو جناح ہال میں بانیٔ احرار، مؤسسِ تحریک تحفظِ ختم نبوت عالمی بطلِ حریت حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی اٹھائیسویں برسی کے موقع پر ایک عظیم اجتماع منعقد ہوا جو رات گئے تک جاری رہا۔ اجتماع کی صدارت حکیم محمد صدیق تارڑ نے کی اور قائدِ تحریکِ ختم نبوت ابنِ امیرِ شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ مہمانِ خصوصی تھے۔ ہال میں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ محبانِ امیرِ شریعت دُور دُور سے کشاں کشاں یہاں جمع ہوئے۔ آپکی شخصیت اتنی ہمہ گیر ہے کہ ہر مکتبۂ فکر کے افراد متاثر ہی نہیں مدّاح بھی ہیں۔ مختلف فکر و نظر کے حامل علماء اور دانشوروں نے حضرت شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ جنابِ سید سلیمان گیلانی کی نظم نے سامعین میں ایک خاص جذبہ و جوش اور ولولہ و کیف پیدا کر دیا۔

مہمانِ خصوصی مولانا سید عطاء المحسن نے اپنے خطاب میں فرمایا:

امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ برصغیر میں دینی انقلاب کے قیام اور حکومتِ الٰہیہ کے نفاذ کے داعی تھے۔ انہوں نے اپنی جماعت مجلسِ احرارِ اسلام کے پلیٹ فارم پر ایسے بہادر، جری اور سچے کارکنوں اور رہنماؤں کو جمع کر لیا تھا جو صرف اللہ سے ڈرتے تھے شاہ جی اور اُن کے عظیم رفقاء کا ایک ہی عزم تھا کہ اس خطّہ سے انگریزی اقتدار کا ٹاٹ ہمیشہ کے لئے لپیٹ دیا جائیگا۔ آج ایک دنیا اُن کے سچے اور کھرے کردار پر شاہد عدل ہے کہ انہوں نے اپنا قول اپنے عمل سے سچا کر دکھایا۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور اُنکی جماعت مجلسِ احرار اسلام کا ہر فرد شخصیت سازی تقدس مآبی اور مفاد پرستی سے یکسر بے نیاز تھا۔ انہوں نے جو کچھ کیا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کیلئے کیا۔ انکی تمام توانائیاں اس عظیم مقصد کی تکمیل کے لئے وقف تھیں شاہ جیؒ اور اُن کے مخلص رفقاء نے کبھی مفاہمت کے مورچہ میں بیٹھ کر اسلام کا نام نہیں لیا وہ تمام عمر کفر و شرک کے خلاف مزاحمت کے مورچہ میں بیٹھ کر جد و جہد کرتے رہے۔ انہوں نے ہمیشہ اپنے ضمیر کی آواز پر لبیک کہا

ضمیر فروشوں خوشامدیوں، آنریری مخبروں اور انگریز کے ٹاؤڈیوں کو بر سرِ میدان للکارا۔ اُن کی للکار سے بزدلوں کے چہرے زرد ہو جاتے اور عشاق کا یہ قافلہ جس سمت بھی رواں ہوتا، غدار راستہ چھوڑ دیتے۔ شاہ ولی اللہ سے عطاء اللہ شاہ تک اس قافلے کے ہر فرد نے اپنے مفادات قربان کر کے مُستقبل کے تحفظات سے بے پروا ہو کر اور گلشنِ دین کے تحفظ کے لئے مورچہ بند ہو کر عظیم جدوجہد کی ہے وہ سب کے سب دین کے بے لوث سپاہی تھے۔ مجلسِ احرارِ اسلام کے رہنماؤں نے اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر دین ملک اور قوم کی بے پناہ خدمت کی ہے۔ احرار میں کوئی بھی دولت سے پیار کرنے والا نہیں تھا۔ جو دولت والا اس قافلۂ حریت میں شامل ہوا اس نے اپنی دولت اور مفادات دین پر قربان کرنے میں ایک لمحہ بھی تاخیر نہیں کی۔ ضیغم احرار شیخ حسام الدین مرحوم نے لاکھوں روپے کا کلیم چھوڑ کر سادہ سے کٹیا نما مکان میں رہنا پسند کیا۔ مفکرِ احرار چودھری افضل حق نے زمینداری اور تھانیداری کو خیرباد کہہ کے جیل اور دُکھوں بھری زندگی بسر کرنے میں راحت محسوس کی افضل حق کے گھر عید کے روز بھی کھانے کیلئے کچھ نہ ہوتا تھا مولانا گل شیر نے کالا باغ اور دوسرے جاگیرداروں کا حکم ماننے سے انکار کر دیا اور مسلمانوں کے دلوں سے انسانوں کی غلامی کا مکروہ نظریہ نکال باہر پھینکا اس جرمِ حق کی پاداش میں وہ جاگیرداروں کے ظلم کا شکار ہو کر شہید کر دیئے گئے ہزاروں احرار رضاکاروں کا خون حصولِ آزادی کی جدوجہد کی نذر ہُوا۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاری فرمایا کرتے تھے:

"ہم سے بڑا بدنصیب بھی کوئی ہوگا کہ جب ملک تقسیم ہو رہا تھا ہم نے کہا یوں تقسیم نہ کرو، اُنہوں نے کہا یونہی تقسیم کریں گے اور جب یہ ملک توڑ دیں گے۔ ہم کہیں گے اِس ملک کو بچالو۔ مگر یہ ملک توڑ کر دم لیں گے۔"

زندگی کے آخری ایام میں جب مختلف الخیال لوگ شاہ جیؒ کے پاس آکر ملک کے حالات کا رونا روتے اور اُن کی رائے پوچھتے تو وہ فرماتے:

"وارث شاہ نے بھی ایک پاکستان بنایا ہے" یہ کہہ کر وہ دیوار پہ آویزاں فریم میں لکھے ہوئے وارث شاہ کے اشعار پڑھنے کے لئے کہتے:

بیڑی کاغذ دی ستے باندر ملاح بنیا — اَناں گھلیا پور لنگھاونے نوں
ویکھو عقل شعور جو ماریا نے — طُعمہ بازاں دے ہتھ پھڑاونے نوں
گدھا جواں دے ڈھیر دا ہویا راکھا — دانے ککڑاں دے پاس رکھاونے نوں
گدڑ کھڑیاں تے جمعدار ہویا — اُٹھ گھلیا باغ لگاونے نوں

مفاد پرست سیاسی گداگر اور مداہنت کر کے دولت سمیٹنے والے شاہ ولی اللہ، سید احمد شہید محمد قاسم نانوتوی، شیخ الہند، عبید اللہ سندھی اور سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا نام لینا چھوڑ دیں وہ ہرگز ان کے وارث نہیں۔ ہم ہی اپنے ان مائیہ ناز اسلاف کے حقیقی وارث ہیں اور ہم ہی ہیں جو مفاد پرست مذہبی اجارہ داروں کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح کھٹکتے ہیں۔ یہی ہمارے وارث اور حق ہونے کی سچی دلیل ہے۔

شاہ ولی اللہ سے عطاء اللہ شاہ تک اس قافلہ حق وصداقت کی تحریک کا ایک ہی اُصول تھا کہ نفاذِ اسلام کے دو ہی راستے ہیں:

۱۔ تبلیغ ۔ ۲۔ جہاد ۔ جب سے علماء نے ان راستوں کو چھوڑ کر مغربی جمہوری راستے کو اختیار کیا ہے وہ اپنا وقار بھی کھو چکے ہیں اور انتشار سے بھی دوچار ہوتے ہیں۔ آئیے بھولا ہوا سبق پھر سے یاد کریں اپنے حق پرست اسلاف کے سچے جذبے کے امین بنیں اور متحد ہو کر صرف اور صرف نفاذِ دین کی جہدِ مسلسل کا آغاز کریں اور بہارِ رفتہ کو پھر سے حیاتِ نو عطا کریں۔ یہی مجلس احرار اسلام کا نصب العین ہے امیر شریعتؒ کا پیغام ہے اور اسلاف کا کردار ہے۔

مجیب الرحمان شامی

سید عطاء اللہ شاہ بخاری ایسی شخصیت نہیں جنہیں فراموش کیا جا سکے۔ نہ تو وہ کسی تعارف کے محتاج ہیں اور نہ خراجِ تحسین کے۔ وہ اپنی مثال آپ ہیں وہ اگر انگریز سے جنگ نہ کرتے تو آزادی کا سورج اس دھرتی پر کبھی طلوع نہ ہوتا شاہ جی معمولی انسان نہ تھے وہ دلوں پر حکمران تھے۔

وہ کب کے آئے بھی اور گئے بھی نظر میں اب تک سما رہے ہیں ۔ یہ چل رہے ہیں وہ پھر رہے ہیں یہ آ رہے ہیں وہ جا رہے ہیں

شاہ جی کی شخصیت تحریک پاکستان کے دوسرے مخالفین سے بالکل مختلف ہے۔ وہ تحریک پاکستان کے ہمنواؤں میں نہیں تھے مگر یہ بھی ایک بہت بڑی حقیقت اور ان کی عظمت ہے کہ جب پاکستان قائم ہو گیا تو انہوں نے

برملا اس کی حمایت اور تحفظ کا اعلان فرمایا۔

نظریہ پاکستان کیا ہے؟ لا اِلٰہ اِلا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ ۔ شاہ جی نظریہ سے کبھی اختلاف نہیں کر سکتے تھے۔ تقسیم کے مسئلہ پر انکی، انکی جماعت مجلسِ احرار اور رفقاء کی ایک رائے تھی اور اس مسئلہ پر رائے کا اختلاف کوئی کفر نہیں نہ کوئی جرم ہے۔

افسوس یہ ہے کہ ہم نے اُن لوگوں کو سرکاری سطح پر بھلانے کی کوشش کی جنہوں نے آزادی کی جنگ لڑی۔ انگریز کو بھگایا اور مسلمانوں کے دلوں میں عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع روشن کی۔ شاہ جی اور اُنکے ساتھیوں کی مخلصانہ جدوجہد کے بغیر پاکستان کیسے بن سکتا تھا۔ اقبالؒ پر ہندوستان میں صدسالہ جشن منایا جا سکتا ہے تو پاکستان میں امیرِ شریعتؒ کا یوم سرکاری سطح پر کیوں نہیں منایا جا سکتا۔ المیہ یہ ہے کہ ہمارے حکمران اسلامی نظام کے رضاکاروں کو قومی ہیرو تسلیم کرنے سے گریزاں ہے۔

شاہ جیؒ کا ایمان تھا کہ انگریز اور مرزائی اسلام کے سب سے بڑے دشمن ہیں انہوں نے تمام عمر انہی دین دشمنوں کے خلاف انتھک جدوجہد کی، آج ہم آزاد ہیں۔ تقریریں کرتے ہیں لیکن ملک ابھی تک انگریزوں اور مرزائیوں سے نجات حاصل نہیں کر سکا۔ اس لئے شاہ جیؒ نے جس جنگ کا آغاز کیا تھا۔ وہ ختم نہیں ہوئی ابھی تک جاری ہے جب تک اس ملک سے انگریزوں کے ایجنٹ مرزائیوں اور مرزائی نواز حکمرانوں کا اثر ختم نہیں ہو جاتا۔ شاہ جیؒ کے ماننے والوں کا سفر جاری رہے گا۔ وہ کسی ایک طبقے یا جماعت کے نہ تھے وہ پوری ملتِ اسلامیہ کی امانت تھے۔ ہر مسلمان اُن کی عزت کرتا تھا اور وہ ہر مسلم کے دل میں بستے تھے۔ وہ اپنے میدان میں بھی مانے گئے اور آج کا میدان انہیں مانتا ہے۔ اُن کو یاد کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ انگریزوں کی تہذیب اور مرزائیوں کے اثرات سے اس ملک کو ہمیشہ کے لئے پاک کر دیا جائے شاہ جیؒ کی روح ہم سے تقاضا کرتی ہے کہ غریب اور مفلس کم ہمت اور نادار سوچ سے کام لیں اور بیدار ہوں۔ علماء کرام باہمی نزاعات کو ختم کریں اسلام کے اُصولوں اور اسلامی اقتدار کے قیام کے لئے متحدہ جدوجہد کریں۔ اور عہد کریں کہ اب اس دھرتی پر وڈیروں جاگیرداروں اور سرمایہ پرستوں کا حکم نہیں چلے گا۔ اب یہاں صرف اور صرف اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم چلے گا۔ آپ دیکھیں گے کہ شاہ جی کا مطلوبہ انقلاب آئے گا اور ضرور آئے گا۔

عطاء الحق قاسمی

حضرت شاہ جیؒ نے انگریز کے چنگل سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے قید و بند کی کس قدر صعوبتیں جھیلیں اپنے آرام کو قربان کیا۔ سیم و زر کو اپنے پاؤں کی خاک سے بھی کم تر جانا یا یہ کہ آج تک اُن سے بڑا خطیب پیدا نہیں ہوا یہ وہ باتیں ہیں جو تاریخ کا حصہ ہیں اور تاریخ کو عطاء الحق قاسمی کی گواہی کی کوئی ضرورت نہیں۔

پاکستانی قوم ایک دن شاہ جیؒ کو ضرور پہچانے گی کہ قیام پاکستان کے لئے بالواسطہ طور پہ راہ ہموار کرنے والے تحریک آزادی کے یہ راہنما بھی ہمارے محسن ہیں اور اپنے محسنوں کو جو قوم جتنی جلدی پہچانے اس کے لئے یہ اتنا ہی اچھا ہوتا ہے۔

اجمل نیازی

قیام پاکستان کے بعد شاہ جیؒ نے تمام سیاسی اختلافات فراموش کر کے اپنے کردار کی عظمت کا لوہا منوایا۔ شاہ جیؒ نے انگریز سے جنگ کر کے قوم کو آزادی سے ہمکنار کیا مگر ہم نے آزادی کی قدر نہ کی۔ آج ہم آزاد ہو کر انگریز دور سے بھی بدتر غلامی کا شکار ہیں۔ شاہ جیؒ عظیم مجاہد آزادی تھے۔ اُن کے کردار کو اپنا کر حقیقی آزادی حاصل کی جا سکتی ہے اور اُن کے مشن کو کامیابی سے ہمکنار کیا جا سکتا ہے۔

جانباز مرزا

شاہ جیؒ جیسا بہادر اور صاحب ایمان میں نے کوئی اور نہیں دیکھا۔ انہوں نے چالیس برس پہلے جن حالات کی نشاندہی کی تھی وہ آج پاکستان میں حرف بحرف پورے ہو رہے ہیں۔ مجھے یاد ہے شاہ جیؒ نے کہا تھا:

"پاکستان بن جائیگا۔ لیکن مسجد شہید گنج مسلمانوں کو نہیں ملیگی۔"

آج مسجد کے دروازے پر پولیس کا پہرہ ہے اور مسلمان اس میں سجدہ کرنے سے قاصر ہے۔

آزادی کی جنگ میں پنجاب کا بہت بڑا حصہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان پنجاب ہی کی وجہ سے بنا ہے۔ یہ غلط کہا جا رہا ہے کہ ہم پاکستان یا نظریہ پاکستان کے مخالف تھے۔ احرار کو تقسیم کے نقشے پر اختلاف تھا۔ احرار پورے پنجاب اور کشمیر پر مشتمل پاکستان کے قیام کے خواہاں تھے۔

آج پاکستان کو قائم ہوئے بیالیس برس ہو چکے ہیں اور ابھی مسلمانوں کی پچپن ہزار بیٹیاں ہندوؤں کے گھروں میں ہیں۔ لیکن نہ تو یہاں نظریہ پاکستان کا تحفظ ہوا اور نہ ہی پاکستان پورا بچا۔ حکمرانوں اور سیاستدانوں نے پاکستان کو تباہی کے کنارے پر لاکھڑا کیا ہے۔ خدا کیلئے اس ملک کو بچالیجئے۔